

آینه عروسی

از قلم

شاه سدیدالدین اصدوق هاشمی

آئینہ غوثی

از قلم

شاہ سدید الدین اصدق ہاشمی

خلف اصغر محبوب المشائخ حضرت مولانا سید شاہ

محمد ہاشم اصدق صاحب شہودی

سجادہ نشین چشتی چمن، پیر بیگہ شریف

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب :	آئینہ غوثی
مصنف :	شاہ سدید الدین اصدق
ناشر :	شاہ سدید الدین اصدق
صفحات :	۲۴
تعداد اشاعت :	۵۰۰ (پانچ سو)
قیمت :	۲۰ روپے
کمپوزنگ و طباعت :	پرنٹ آرٹ، گیا

ملنے کے پتے

(۱) شاہ سدید الدین اصدق، نزد صغیرہ مسجد، نیل کوٹھی، ڈہری اون

سون، روہتاس (بہار)

(۲) خانقاہ عالیہ اصدقیہ - پیر بیگہ شریف - پوسٹ: رسیسہ، نالندہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جب ہم حضرت سرکار بڑے بابو صاحب کے عرس کے موقع پر آستانہ (پیر بیگمہ شریف) پہنچے تو مجھے معلوم ہوا کہ ”مشہود ولایت“ نامی کتاب آچکی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں شاہ مشاہد اصدق بابو سجادہ نشین خانقاہ اصدقیہ سے میرا رابطہ برابر قائم رہتا تھا اور باتیں ہوتی رہتی تھیں یہ باتیں خانقاہ اصدقیہ اور تمام اصدقی خانقاہوں کے متعلق ہوا کرتیں تھیں۔

یہ بات پچھلے سال کی ہے۔ اس سال ۲۰۱۲ء میں حضرت سرکار بڑے بابو صاحب کے عرس شریف کے موقع پر ایک کتاب ”میزان اصدق“ پڑھنے کو ملی اس کتاب سے ہم کو بہت تکلیف ہوئی۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر مرید اپنے پیر کا غلام ہوتا ہے ہم بھی اپنے پیر کے غلام ہیں بلکہ قرآن شریف میں تو بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ان کے والد حضرت ابراہیمؑ کا غلام کہا گیا تو اس کتاب میں حضرت شاہ غلام غوث چچا صاحب کی غلامی کی جو بات ہے وہ اپنے آپ میں غلط نہیں ہے۔ جناب شاہ غلام غوث صاحب کو خلافت جناب سرکار حضرت بڑے بابو صاحب قطب العارفین سیدنا خواجہ شاہ شہود الحق چشتی رضی اللہ عنہ

سے تھی یہاں تک تو بات صحیح ہے مگر وہ ”شہود ثانی“ کیسے ہو گئے مجھے پتہ نہیں کہ انہیں شہود ثانی ہونے کا خطاب کس نے عطا کر دیا اور سب کو چھوڑ کر یہ ”شہود ثانی“ کیسے بن گئے۔ جناب حضرت سرکار بڑے بابو صاحب ”کو“ قیام ثانی“ نہیں کہا گیا، جناب ہاشم بابو کو شہود ثانی“ نہیں کہا گیا جبکہ یہ حضرات بڑے سرکار کے سجادہ نشین تھے۔ بڑے سرکار کے کیسے کیسے خلفا تھے جن کے مقام و منزل کی کوئی حد نہیں کسی کو ”قیام ثانی“ نہیں کہا گیا۔ کسی نے ایسی گستاخی کی جسارت نہیں کی۔ قلم اپنا ہے جو دل چاہے لکھو کون روکے گا۔ ۱۴۰۰ سو برس سے تمام خانقاہوں میں حضرت علیؑ کو ”امام الاولیا“ لکھا جاتا ہے بردار محترم جناب حضرت شاہ مسعودؒ بھی ”امام الاولیا“ ہو گئے۔ سچ ہے۔ بچپن میں بہت ساری غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔

”مشہود ولایت“ نامی کتاب میں ایک مختصر مضمون میرا بھی ہے ہمارے مضمون کے آخری حصے میں جناب شاہ غلام غوث چچا صاحبؒ کے متعلق پڑھنے سے پتہ چلے گا کہ دو بھائیوں کے درمیان کچھ بحث چھڑ گئی۔ میں تمہارا غلام نہیں ہوں۔-----
آپ کے شیخ غلام ہیں۔----- چچا آپ غلام؟ بابو ہم غلامی ہی تو باون سال سے کر رہے ہیں ”میزان اصدق“ میں اسی کی تفصیل ہے۔ جانتے تو اس سچے واقعہ کو بہت سے لوگ ہیں، ہم نے خود اس واقعہ کو سنا بھی ہے اور دیکھا بھی ہے غلام کو غلام کہنا کوئی جرم نہیں ہے۔ اس واقعہ کی تصدیق مولانا سید شاہ رکن اصدق بابو نے اپنے بھائیوں یعنی جناب سید شاہ تاج الدین صاحب و جناب سید شاہ صدر الدین اصدق صاحب عرف چشتی بابو کے سامنے مجھ سے کی ہے۔

مگر اس واقعہ کو پڑھ کر ”ایوان غوثیہ“ میں تو جیسے زلزلہ آ گیا اب اس کا کیا علاج ہے۔ جناب شاہ مشاہد اصدق بابو جانشین حضرت سرکارؒ نے مجھ سے اس واقعہ کی تصدیق چاہی تھی میں نے صاف لفظوں میں بتلادیا تھا کہ یہ واقعہ صحیح ہے اور لکھنا بھی ہم کو ہی تھا مگر میں نے یہ سوچ کر نہیں لکھا کہ یہ نئے نئے پودے کہیں الٹا اثر نہ لے لیں اور وہی ہوا۔ عارفین سلمہ، وشہباز سلمہ، پر جیسے قہر ٹوٹ پڑا کہ میرے پردادا کی شان میں ایسا کیسے لکھا وہ تو ولی گرتھے ولایت بانٹتے تھے۔

میں نے یہ مضمون شاہ مشاہد اصدق بابو کو بھیج دیا تھا انہوں نے میرا مضمون پڑھ کر یہ سمجھا کہ چھوٹے ابا جلدی میں وہ واقعہ لکھنا بھول گئے میرے مضمون میں وہ واقعہ

شامل کر کے مشاہد بابو نے اس ادھورے مضمون کو پورا کر دیا بعد میں انہوں نے مجھے اس بات سے مطلع کیا میں نے اس واقعہ کے شامل کرنے کے بارے میں اپنی رضامندی دی اس واقعہ کا ذکر میں نے پیر بیگمہ شریف میں برادر م ابو مظفر گیلانی و برادر م صدر الدین اصدق و بابو آفتاب احمد وغیرہ کے سامنے بھی کیا ہے اور اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔

”مشہود ولایت“ نامی کتاب چھپنے کے بعد عارفین سلمہ سے فون پر باتیں ہوئیں تھیں پھر وہ ڈہری آئے دن بھر رہے سات آٹھ گھنٹے تک مجھے پریشان اور نار چر کرتے رہے۔ میں کچھتر برس کا بوڑھا ہوں ان کی ضد اور بڑبول پن سے تھک گیا اور آخری میں یہ لکھ کر دے دیا کہ میں لاعلم ہوں ایسا میں نے صرف اس لئے کیا کہ شاید اس سے ان کی دلجوئی ہو جائے مگر ایسا کچھ نہیں ہوا دراصل یہ سراسر ہماری غلطی ہے اسی وقت مجھے صاف صاف کہہ دینا تھا کہ وہ واقعہ اور میرے مضمون میں شامل یہ تحریر بالکل صحیح اور درست ہے۔

ویسے عارفین سلمہ کو جو ہم نے لکھ کر دیا ہے۔ اس میں بھی ہم نے اس واقعہ کی تردید نہیں کی ہے۔

۱. ہم نے صرف یہ لکھا کہ یہ مضمون میرا قطعی نہیں ہے ظاہر ہے یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔
۲. ہم نے یہ لکھا کہ مندرجہ بالا مضمون ہمارے مضمون میں کیوں اور کیسے آیا ہم لاعلم ہیں ہماری یہ بات بھی اس واقعہ کو جھوٹا ثابت نہیں کرتی۔

۳. ہماری تحریر کو شہباز سلمہ نے غلط طور پر اپنی کتاب میں درج کیا ہے ہم نے لکھا تھا کہ وصال کے بعد بنیاد مضمون لانا غلط ہے شہباز سلمہ نے بنیاد مضمون کو بے بنیاد مضمون بنا دیا۔ ہمارا مطلب یہ تھا کہ یہ بات بنیادی ہے مگر وصال کے بعد اب اس کو نہیں لانا چاہئے۔ جس بد تمیزی کا مظاہرہ ”میزان اصدق“ میں دونوں بھائیوں نے مل کر کیا ہے ہم حیرت میں پڑ گئے۔

ہم نے عارفین سلمہ کو بذریعہ فون کہا تھا کہ یہ واقعہ میرے مضمون میں ہے جو لکھنا ہے میرے خلاف لکھو مجھے کس نے کیا لکھا مجھے قطعاً پرواہ نہ ہوگی اور نہ میں کچھ پوچھوں گا۔ مگر عارفین سلمہ و شہباز سلمہ پر لگتا ہے کہ کسی جن کا قبضہ ہے اس تحریر کے پس پردہ جو ذہن ہے اس کو ہم بھی پہچان رہے ہیں۔ ان لڑکوں کو پتہ نہیں سب جناب مشاہد بابو جانشین حضرت بڑے سرکار کو غلط ثابت کر رہے ہیں اور اپنی تحریر سے خود ہی جھوٹے ثابت ہو رہے ہیں۔ کوئی خان اپنے آپ کو سید ثابت کرے اس سے بڑا جھوٹ کیا ہے۔ اپنے کو باعزت دیکھانے کے لئے کوئی اپنا نسب بدل دے تو اس کا مطلب یہ کہ وہ اپنے کو ہی گالی دے رہا ہے۔ حضرت شاہ غلام غوث چچا کو ”میزان اصدق“ کے مطابق برائڈ امپیسڈر حضرت مولانا سید شاہ رکن الدین اصدق صاحب خان لکھیں (۲) حضرت سید شاہ منہاج الدین فریدی ”مخدوم نامہ“ میں خان لکھیں (۳) بیعت نامہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سید شاہ ظہیر الدین فریدی خان لکھیں (۴) کرامات اصدقیہ میں حضرت خواجہ قیام اصدق کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا سید شاہ فرید الدین فرید ثانی خان لکھیں اور صرف غلام غوث چچا علیہ رحمۃ کو نہیں (۵) بلکہ ان کے والد اور چچا کو بھی خان لکھیں (۶) پورا سہسرام عارفین سلمہ و شہباز سلمہ کو بحیثیت خان جانے اور مانے تو کوئی حرج نہیں (۷)۔ ایک واقعہ کے تو ہم گواہ ہیں بموقع عرس شیر گنج دوپہر کی مجلس کے بعد ہم لیٹے ہوئے تھے جناب عبدالخالق بھائی سورجپورہ ہمارے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے۔ چچا صاحب کے مریدوں میں تھے دوران گفتگو میں نے پوچھا آپ نے والد صاحب کو

دیکھا ہے؟ کہنے لگے بابو میں نے حضرت خواجہ شاہ جنود الحق صاحب کو بھی دیکھا ہے۔
 ہمارے پیر صاحب ہم سے چائے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے جاؤ لیکر چھوٹے سرکار کو دے آؤ
 جب چائے لیکر چھوٹے سرکار کے خدمت میں پہنچتا آپ فرماتے لاؤ عزیزم خان صاحب
 بڑی پابندی سے چائے بھیجتے ہیں۔

چاروں طرف سے یہ ثابت ہے کہ حضرت شاہ غلام غوث صاحب کو ہمیشہ
 خان مانا گیا، جانا گیا اور سمجھا گیا مگر مشاہد بابو نے خان لکھ دیا تو آفت ٹوٹ پڑی اور اس
 پر تماشہ یہ کہ خانصاحبیت کو لقب بتاتے ہیں اور اس کو نسلًا بعد نسلًا منتقل ہونے کی بات
 کرتے ہیں۔ ہم کو نہیں معلوم کہ کسی خان صاحب کی اولاد نے اپنے باپ کے لقب کو نسلًا
 بعد نسلًا استعمال کیا ہو۔ غلام سے منسوب سچے واقعہ کو لکھ دینا مشاہد بابو کے لئے آفت بن
 گیا۔ حضرت شاہ مشہود اصدقؒ انتقال فرما گئے اب مشاہد بابو بچے ہیں اب یہ نشانے پر
 ہیں۔ اللہ مشاہد بابو کو حاسدوں کی بری نظر سے بچائے۔ ”میزان اصدق“ کے مرتبین کا
 مقصد یہ ہے کہ جناب غلام غوثؒ کو High light اور ان کی publicity کرنے
 سے عارفین کے گھر کی عظمت بڑھے گی یہ گندی اور بے ہودہ سوچ ہے۔ مرکز اصدقیہ کی
 جو حیثیت ہے وہ ہمیشہ رہے گی۔

(۴)

یہ لڑکے (عارفین سلمہ و شہباز سلمہ) صرف جھوٹ ہی نہیں بولتے سچ کو چھپانے میں بہت ماہر بھی ہیں۔ شہودی وراثت عزیزی شاہ مشاہد صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ اصدقیہ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰۸ء میں چھپی اس کتاب کے صفحہ ۲۰ پر ایک خبر دی گئی ہے کہ ”جناب عارفین اصدق حضرت شاہ مشہود اصدق سجادہ نشین آستانہ عالیہ اصدقیہ چشتیہ، پیر بیگمہ شریف سے مرید بھی ہوئے اور حضرت شاہ مشہود اصدق مدظلہ العالی نے اجازت و خلافت سے نوازا اور انہیں خانقاہ غوثیہ کا سجادہ مقرر کیا۔“

اس کتاب کے بعد شاہ عارفین اصدق کی کتاب وصال نامہ ۲۰۱۰ء میں چھپی اور میزان اصدق ۲۰۱۲ء میں، مگر کسی کتاب میں ”شہودی وراثت“ کی اس خبر کی کوئی تردید نہیں البتہ داؤ پیچ ضرور چلا گیا ہے یعنی وصال نامہ میں عارفین سلمہ صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں کہ ”والد بزرگوار کے بعد راقم الحروف شاہ عارفین اصدق عفی عنہ عارف باللہ حضور شہود ثانی سید شاہ غلام غوث شہودی اصدقی قدس سرہ العزیز کے درگاہ پر چراغ بتی کرتا ہے۔“ اور انہی عارفین اصدق کے لئے میزان اصدق کے صفحہ ۱۱ پر سجادہ نشین خانقاہ غوثیہ سہرام لکھا جاتا ہے۔ پھر وصال نامہ کے صفحہ ۱۴۰ اور ۱۴۲ پر سلسلہ کا جو شجرہ لکھا گیا ہے اسے شبیر بابو تک لا کر ختم کیا گیا ہے۔

یہ ساری کوشش سچ چھپا کر جھوٹ بولنے کی کوشش ہے۔ عارفین سلمہ ایسے گستاخ اور بے ادب ہیں کہ وہ اپنے پیر (حضرت شاہ مشہود اصدق) کا نام چھپاتے ہیں

اور اپنے والد (عزیزی شبیر مرحوم) کا نام اچھالتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں۔ شبیر بابو عارفین بابو کے والد ضرور ہیں مگر عارفین بابو کے پیر نہیں ہیں۔ خانقاہی لحاظ سے خانقاہ غوثیہ کا شجرہ استعمال کرنے کا عارفین اصدق کو کوئی حق نہیں ہے۔ اب ان کا وسیلہ مشہود بابو ہیں۔ اور وہ مشہود بابو کی خانقاہ ہاشمیہ شہودیہ کے متوسلین میں ہیں۔ اس سچائی کو وہ جتنا جلد سمجھ لیں بہتر ہے دین و دنیا کی فلاح اسی میں ہے۔ میری خبر کے مطابق ان کی خانقاہ غوثیہ کی سجادگی بحیثیت مینبر ہے۔

(۵)

حضرت شاہ غلام غوث شہودیؒ کی پیر اور پیر کے گھرانے سے عقیدت
 آپ محلہ شیر گنج سہرام کے رہنے والے تھے آپ کے آباؤ اجداد مانک پور
 یوپی کے رہنے والے تھے آپ کے پردادا عہد طفلی میں والدہ مخدومہ کے ساتھ اپنے ماموں
 کے پاس اورنگ آباد، بہار آ گئے تھے۔ آپ کے والد جناب رستم علی خاں کی شادی محلہ شیر
 گنج سہرام میں جناب حیدر قلی خاں صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی۔ اس کے بعد
 انہوں نے یہیں بود و باش اختیار کی (وصال نامہ) حیات اصدق صفہ ۴۶۶ آپ کی پیر
 پرستی اور خدمت گزاری ضرب المثل ہے۔ وصال نامہ میں لکھا ہے کہ آپ نے پوری زندگی
 خدمت شیخ کے لئے وقف کر دی تھی زندگی کے آخری دو سال آستانہ شیخ پر گزارے۔
 میں نے سات آٹھ سال کی عمر سے سولہ سال کی عمر تک آپ کو دیکھا۔ اور دو سال
 آخری ایام میں آستانہ شریف پر رہے جو بہت قربت کا باعث بنا۔ آپ دونوں وقت درگاہ
 شریف کی حاضری دیتے تھے۔ اول وقت اور عصر بعد لوبان و اگر بتی ساتھ لے کر جاتے
 تھے۔ اللہ ہو اللہ ہوا کثر پڑھتے رہتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی تھی۔ اپنے پیرو
 مرشد سے بے حد عقیدت و محبت تھی اور خلفاؤں میں بھی میں نے وہی دیکھا تھا۔
 آستانہ شریف پر اگر دس روز رہے تو برابر ہی ننگے پیر دیکھا۔ بینائی ختم ہو چکی تھی
 کہیں بھی جاتے تو اپنے خدمتگاروں میں سے کسی کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔ بلا تفریق خانوادہ

اصدقہ کے بچے بچے کا ہاتھ چومتے تھے۔ درگاہ شریف سے بعد فاتحہ الٹے پیر موجودہ کنواں تک آتے تھے۔ وصیت کیا تھا کہ کنواں سے آگے درگاہ شریف کے راستہ پر ہی مجھے مٹی دیا جائے۔ میری قبر برابر کر دینا تاکہ لوگ میری قبر پر سے گزر کر آستانہ شریف لے جائیں۔ رفع حاجت کے لئے ہانڈی تھی۔ نور محمد غوثی یا امین بھائی بہت دور لے جا کر پھینکتے تھے یہ تھا عقیدت و محبت کا عالم جو آج کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ جمنا نائی ایک گونگا والد صاحب کا لایا ہوا تھا۔ جب وہ چچا صاحب کے پاس پہنچتا تو اٹھ کھڑے ہوتے اور کئی دوائی دیتے رہتے تھے۔ جب وہ چلا جاتا تھا تب بیٹھتے تھے۔ جمنا نائی جس کا کوئی مقام نہیں تھا صرف آستانہ پر رہتا تھا اور پانی بھرتا تھا۔ غلام غوث چچا صاحب کی ولایت کا کیسا مقام تھا وہ مجھے لکھنے کی ضرورت نہیں جو بھی مقام ہونا ہو مجھے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔

حضرت غلام غوث چچا صاحب کے جو حالات ہم نے لکھے اسکو پھر ایک مرتبہ اپنے دماغ میں لائیے۔

۱. آستانہ شریف پر ننگے پیر رہتے تھے۔

۲. خانقاہ اصدقہ کے بچے بچے کا ہاتھ چومتے تھے۔

۳. فاتحہ کے بعد آستانہ سے موجودہ کنواں تک الٹے پیر آئے تھے۔

۴. خانقاہ کے علاقہ کے اندر پیشاب پاخانہ نہیں کرتے تھے۔

۵. والد صاحب کے خدمت گزار جمنا نائی کیلئے بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔

۶. وصیت کیا تھا کہ کنواں سے آگے درگاہ کے راستے پر میری قبر ہو جس سے گذر کر لوگ

آستانہ شریف لے جائیں۔

پردادا کا یہ حال کہ خانقاہ کے بچے بچے کا ہاتھ چومیں اور پیر زادے کے پاس رہنے والے جمنا نائی کے لئے بھی کھڑے ہو جائیں اور پرپوتوں کا یہ حال کہ (۱) اپنے پیر زادے کی بلا سبب بے عزتی کرنے کو باعث عزت سمجھیں (۲) اپنے کو بڑا دیکھانے کے لئے اپنے بزرگوں کو گالی بکیں اور (۳) اپنا نسب بدل دیں اس کتاب کے آخر میں عزیز شہباز سلمہ نے ایک شعر صحیح لکھا ہے:

وراثت میں ملی ہے انھیں پیر کی گدی
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

(۶)

زادالسفر میں لکھا ہوا دیکھا کہ ”ایک روز حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ جذب کی حالت میں شہر سے باہر نکل گئے۔ تین سومرید ہمراہ تھے۔ ایک بت خانہ کے دروازہ پر پہنچے اور بت پرست جو کرتے ہیں وہ کیا اور بت خانے کے اندر جا کر بیٹھ گئے۔ سب مریدوں نے سمجھا کہ شیخ کافر ہو گئے اور وہ لوگ واپس چلے گئے صرف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ تین روز تک اسی بت خانہ کے چاروں طرف گھومتے رہے۔ یہاں تک کہ اندر سے آواز آئی ”کون ہے“ حضرت معین الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ ”غلام حاضر ہے“۔ پوچھا سب مرید برگشتہ ہو گئے تم کیوں رہ گئے؟ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا: مجھ کو تو اپنے شیخ سے کام ہے۔ شیخ کے کام سے کیا کام؟ زادالسفر صف ۷۳)

دوسرا واقعہ میں نے بہت پہلے آستانہ رسالہ دہلی میں پڑھا تھا کہ جب حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ عنہ کے حجرہ کے پاس ایک سیاہ کتا آجاتا تو آپ کھڑے ہو جاتے جب چلا جاتا تو آپ بیٹھ جاتے۔ حاضرین نے پوچھا حضور یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا: آستانہ شیخ پر بالکل ایسا ہی کتا بیٹھا رہتا تھا۔ احترام بیٹھنے کے مانع ہے۔

پہلے واقعہ سے پیر کی عزت و اہمیت ثابت ہوتی ہے اور دوسرے واقعہ سے پیر کے گھر کے کتے کی بھی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ عارفین سلمہ بابو صاحب حضرت شاہ مشہود اصدق ”صاحب سجادہ نشین خانقاہ اصدقیہ کے مرید ہیں بابو صاحب ہی نے ان کو

خلافت دی۔ بھیا کی محبت کہ انہوں نے اُن کو (عارفین بابو) خانقاہ غوثیہ کا سجادہ بنادیا اور مشاہد بابو کی سادگی کہ انہوں نے ”شہودی وراثت“ میں ان کی سجادگی کا اعلان کر دیا (اسی سادگی میں ہم بھی مارے گئے کہ ان کو ایک تحریر یہ سوچ کر لکھ دی کہ عارفین کی دلجوئی ہو جائے گی) ورنہ کاہے کی سجادگی اور کیسے سجادہ مرید مشہود بابو کے، خلیفہ مشہود بابو کے اور سجادہ حضرت شاہ غلام غوث چچا کے۔ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ ابھی تو ان سے زیادہ مضبوط سجادگی مولانا رکن الدین اصدق بشیری غوثی کی سجادگی ہے۔ عارفین تو بس اپنے پیر کی محبت اور سادگی کی وجہ کر سجادہ ہو گئے۔ چھوٹے سے غازی میاں بڑی سی دُم، سجادگی سنبھلے کیسے؟ اور کوئی نہیں تو اپنے پیر زادے ہی پر بے جا حملہ کر بیٹھے یہ بھی نہ سوچا کہ پیر کی روح کو کیسی تکلیف پہنچی ہوگی۔ اور ان کی تو پشت در پشت یہاں کی غلام ہے۔ وہ تو سیدھے سیدھے مشاہد بابو کے غلام ہیں۔ یہ لوگ اپنی اوقات سے آگے بڑھ کر بول رہے ہیں خود میرے لئے بھی یہ بہت ہے کہ ہم حضرت سرکار کے غلاموں میں ہیں۔

جناب ناسٹر سید شاہ ابو ظفر صاحب مرحوم بہت صاف گوانسان تھے (عارفین سلمہ کے نانا) ضرور صاف بیان دیتے بقیہ سب نانا لوگ موجود ہیں رابطہ قائم کرو حقیقت کا علم ہوگا۔ نور محمد سے پوچھو برابر اپنے کو کتوا کہتے تھے تم غلام کہنے پر بدک رہے ہو۔ یہی مریدی ہے اور ایسے ہی مرید کل شیخ وقت بن جائیں گے۔

بدتمیزی کی انتہا یہ ہے کہ اپنے پیر زادے کو عارفین سلمہ نے جو دعوت نامہ رسم اجرا کا بھیجا اس کا پتہ ذرا پڑھیں صرف مشاہد اصدق لکھا گیا ہے۔ تمام خانقاہ والوں کو ایسے بدتمیز مریدوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

(۷)

ہمارا ایک سوال اور ہے تم لوگ اصدقی سے اصدق کیسے ہو گئے ذرا اسکی وضاحت کرو۔ بڑے سرکار کو اصدق کا یہ تحفہ اپنے پیرومرشد سے ملا ہے یہ کوئی ریوڑی نہیں ہے کہ سب میں بٹ جائے اصل میں اصدق لگانے میں بھی وہی چالاکی ہے کہ کسی طرح اصدق فیملی کا حصہ سمجھا جائے مگر تم لوگوں کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہوگی کیونکہ مولانا رکن الدین اصدق صاحب نے ”حیات اصدق“ میں تم لوگوں کو طرفین سے خان ثابت کر دیا ہے۔

عزیزی مشاہد بابو صاحب سے تو صرف اتنی ہی غلطی ہوئی کہ انہوں نے ایک سچے واقعہ کو میرے مضمون میں شامل کر کے مجھے خبر دی۔ مگر تم لوگ تو اتنا بڑا جھوٹ بول رہے ہو کہ اپنا نسب ہی تبدیل کر رہے ہو اور ابھی آگے دیکھئے کہ آگے کیا کیا ہوتا ہے۔ ”وصال نامہ“ سے ”میزان اصدق“ تک جو شجرہ نہیں مل پایا ہے شاید ”میزان اصدق“ چھپ جانے کے بعد مل گیا ہو جم کر پرچار کرو اب تو یہی ہو رہا ہے جس کے والد گزرے وہ جنت کے ٹھیکیدار بن بیٹھے بے مثال ولی بن گئے اولیاء ہو گئے جس کے گذرے ابھی چند سال گزرے اس کا رخ بھی دھیرے دھیرے ولایت کی طرف موڑا جا رہا ہے حالانکہ اس کی زندگی عام انسانوں کی سی تھی۔ یہ عام ہوتا جا رہا ہے۔ تم بھی کرو، ایسا وقت آئے گا کہ مارکیٹ پکڑا ہی جائے گا۔

عزیزی عارفین سلمہ و شہباز سلمہ صرف جھوٹے ہی نہیں چور بھی ہیں وصال نامہ کے صفحہ نمبر ۴۴ پر شبیر اصدق سلمہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”آپ نے سولہ سال مسند سجادگی پر متمکن رہ کر حسن انتظام کے ساتھ نظام خانقاہ چلایا اور خانقاہ کی تمام اشیاء موروثی کے محافظ و امین رہے اور والد ماجد کے طریقے پر کار بند رہ کر شہسرام سے آستانہ چشتی چمن پیر بیگہ شریف تک تمام مراسم اسی طرح انجام دیتے رہے۔“

اور مولانا رکن الدین اصدق صاحب حیات اصدق کے صفحہ ۴۶۱ پر محبوب المشائخ حضرت مولانا سید شاہ محمد ہاشم اصدق شہودی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”۲۵ سال مسند سجادگی پر رہ کر حسن انتظام کے ساتھ نظام خانقاہ چلایا اور خانقاہ کی تمام اشیاء موروثی کے محافظ و امین رہے۔“

اور اسی حیات اصدق کے صفحہ ۴۶۹ پر ”حضرت شاہ مسعود اصدق کمال غوثی“ کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ ”والد ماجد کے طریقہ پر کار بند رہ کر شہسرام سے آستانہ شریف تک تمام مراسم اسی طرح انجام دیتے رہے۔“

سعادت مندی شاید اسی کو کہتے ہیں کہ جہاں سے جو مال ملے اسے اپنے والد کی جیب میں ڈال دیا جائے۔ حضرت ہاشم بابو اور حضرت شاہ مسعود صاحب کے سلسلے میں الفاظ و حقائق کی جو چوری ان دونوں بھائیوں نے کی اس کا نمونہ ہم نے اوپر دیکھایا اور یہ تو اتفاق سے نظر آ گیا۔ وصال نامہ سے میزان اصدق تک کہاں کہاں مولانا رکن الدین اصدق کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی کی گئی ہے اس پر تو باضابطہ ریسرچ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۹)

یہ لڑکے حضرت خواجہ قیام اصدقؒ کے نام پر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئے ہیں۔ میزان اصدق کے صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے کہ:

”لفظ نور کی تفسیر کرتے ہوئے جن کے غلط خیال سامنے آئے تو آپ نے ان کا نام لے کر ان کی غلط روش کی نشاندہی فرمائی“

یہ کھلا جھوٹ ہے سراسر جھوٹ بات ہے حضرت خواجہ شاہ قیام اصدقؒ نے سورہ نور کی تفسیر میں کسی کا نام نہیں لیا ہے۔ اور یہ حضرت خواجہ قیام اصدق کی ذات گرامی پر کھلا اتہام ہے اور یہ حرکت غیر کی طرف سے نہیں بلکہ ناخلف عزیزوں کی طرف سے ہے جو غلامی کا دم کیا بھرتے اٹے اپنے سرکاروں پر افتراء و اتہامات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں حالانکہ اپنے غلط جذبہ کے اظہار کے لئے بزرگوں کو آڑ نہیں بنانا چاہئے۔ میں میزان اصدق کی گستاخانہ عبارتوں کی تردید کرتا ہوں اور تم لوگوں کے تمام معاونین سے سخت بیزاری اور برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

(۱۰)

صاحب سجادہ جناب مشاہد بابو تم لوگوں کے نشانہ پر ہیں اور یہ صاحب سجادہ کی بڑائی ہے کہ اتنی بدتمیزی کے بعد بھی صاحب سجادہ خاموش ہیں۔ خانقاہ عالیہ اصدقیہ پیر بیگہ شریف اور اس مرکزی خانقاہ سے جڑے سب لوگ صاحب سجادہ کے فیصلہ کے منتظر ہیں کہ ان کا جو فیصلہ ہوگا وہ آخری اور سب کو قابل قبول ہوگا۔ ہم ذاتی طور پر بس اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ عارفین سلمہ و شہباز سلمہ کی اس نازیبا حرکت نے نہ صرف خانوادہ اصدقیہ کو دکھ پہنچایا بلکہ حضرت خواجہ قیام اصدقؒ سے لیکر حضرت خواجہ شہود الحقؒ حضرت خواجہ شاہ ہاشم اصدقؒ حضرت شاہ غلام غوث شہودی جناب شاہ مسعود اصدقؒ غوثی جناب شاہ بشیر الدین اصدقؒ غوثی اور جناب شاہ مشہود اصدقؒ رحمہم اللہ تعالیٰ تک کی روحوں کو تکلیف دی ہے۔ اور دونوں خانوادہ کے درمیان محبت کو عداوت میں بدلنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ اللہ دشمنوں اور حاسدوں کی اس کوشش کو ناکام کرے۔ آمین!

(۱۱)

کچھ اقتباسات

کرامات اصدقہ صفہ ۱۵۶-۱۵۸

بھائی ابراہیم قلی خان صاحب کے برادر نسبتی مرحوم رستم علی خان صاحب کے ایک برادر حقیقی میرے بڑے محب تھے۔ جناب امیر خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کی شہرت اور حلقہ اذکار کی مجالست سنکر ہم دونوں آدمی ایک روز انکی زیارت کو گئے۔ اثنائے راہ میں میرے منہ سے اتنی بات نکلی کہ بھائی میں نے سنا ہے کہ جناب خان صاحب کچھ پڑھے لکھے نہیں ہیں جب ہم لوگ ان کی مجلس میں حاضر ہوئے تو بہت خوشی سے بیٹھالا اور پان دیا۔ جب ہم لوگ رخصت ہوئے تو فرمایا کہ ہاں بھائی میرے پاس کیسے جی لگے گا میں تو ایک ناخواندہ آدمی ہوں۔ میں بہت نادم اور شرمسار واپس آیا۔ اور اسکے دوسرے تیسرے روز محبت موصوف مرید ہو گئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بعد حصول شرف بیعت کے جب میں رخصت لے کر مکان پر آیا۔ اتفاق وقت سے جناب امیر خان صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں انکی زیارت ملاقات کو انکی خدمت میں حاضر ہوا بہت خوش ہو کر ملے اور بیعت کا حال دریافت کر کے

فرمانے لگے کہ آپ بیعت کر چکے اب آپ کا مولود پڑھنا میں سنوں گا میں نے کہا بہت خوب میں حاضر ہوں۔ جس روز مرضی مبارک ہو مجھ کو خبر کر دی جائے۔ چنانچہ بازار جانی کے مریدان نے ان کے ایک روز شب پنجشنبہ کو مجلس میلاد ترتیب دیکر مجھ کو خبر دیا۔ میں حاضر ہوا۔ جناب خان صاحب ممدوح بھی تشریف لائے اور بیان مولود آغاز ہوا۔ مجھ ناچیز کے مولود خوانی کا حال لوگوں کو قبل سے معلوم دیدہ و شنیدہ تھا کہ اکثر حاضرین سوز و بکا میں رہتے اور بعضوں کو ذوق حالت و رقت قلب و حرکت اعضاء بھی پیدا ہوتی مگر اس روز کسی کو کچھ ذوق و مزہ ابتدائے بیان ولادت تک نہیں ہوا بلکہ جس قدر میں ذوق دل اور درد مافوق کے ساتھ پڑھتا تھا اس قدر دل بیٹھا جاتا تھا۔ آواز پست ہوئی جاتی تھی اور میری جان عجیب ضیق میں تھی کہ یکا یک میرے برادر طریقت حکیم اصغر حسین صاحب مرحوم برادر حقیقی حکیم احمد حسین غریق رحمت کے اور جناب امون شاہ محمد علی صاحب مجھ کو تلاش کرتے ہوئے اس مجلس مقدس میں پہنچے۔ اس وقت میں قیام ولادت کے بیان میں تھا۔ ایک دس منٹ کے بعد اثنائے قیام ولادت میں حضرت سرکار رضی اللہ عنہ کا برزخ مبارک میرے مواجہ میں محراب مسجد کی طرف سے پچھتم جانب کو گزر گیا۔ اور بھائی حکیم اصغر حسین صاحب مرحوم اور ماموں صاحب کو گریہ و بکا شروع ہو گیا۔ جناب خان صاحب ممدوح کے ایک مرید نعرہ کر کے لو باندا نی پر گرے۔ پھر تو وہ ہل چل مچ گئی کہ مجلس کا رنگ بدل گیا اور بہت ذوق و شوق و درد و سوز کے ساتھ مجلس ختم ہوئی۔ صبح کو جب میں جناب خان صاحب کے حضور میں حاضر ہوا تو فرمایا بھائی شاباش رات میں نے آپ کا مولود پڑھنا سنا۔ برادر من ایک کا مقبول کل کا مقبول ایک کا مرد و کل کا مرد و۔

حیات اصدق صفحہ ۴۶۶

عشق العاشقین حضرت مولانا شاہ غلام غوث صاحب شہودی رحمۃ اللہ علیہ آپ محلہ شیر گنج، بہرام کے رہنے والے تھے۔ آپ کے آباء واجداد مانک پور یوپی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے پردادا عہد طفلی میں والدہ مخدومہ کے ساتھ ماموں کے یہاں اورنگ آباد بہار آ گئے تھے۔ اور آپ کے والد جناب رستم علی خاں صاحب کی شادی جناب مولوی حیدر علی خاں صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اسکے بعد انہوں نے یہیں بود و باش اختیار کی۔ (وصال نامہ) مصنف حیات اصدق حضرت مولانا سید شاہ رکن الدین اصدق بشیری غوثی۔

حیات اصدق صفحہ ۴۶۹

حضرت شاہ غلام غوث شہودی قدس سرہ کی شادی بہ منشاءے شیخ حقیقی ماموں حضرت ابراہیم قلی خاں صاحب گلزار چشت علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی سے انجام پائی۔ مصنف حیات اصدق حضرت مولانا سید شاہ رکن الدین اصدق بشیری غوثی مدظلہ العالی

کرامات اصدقیہ صفحہ ۲۱۴۰

طالب اللہ تراہ قرۃ العیون اصدقیہ مولوی سید شاہ محمد ہاشم سلمہ اللہ العاصم نے اسی روز جابجا خطوط دوڑائے چنانچہ ایک کارڈ ساتویں تاریخ ماہ ربیع الثانی کو دو بجے کے وقت میرے

پاس بھی پہنچا طبیعت سن سے ہو گئی۔ ایک حیرت و حسرت کا عالم آنکھوں تلے چھا گیا۔
 پیروں نمکٹکی بندھی رہی۔ سکوت کا عالم رہا جس سنا آنکھوں سے اشک حسرت بہایا کفِ
 افسوس ملتا رہا۔ آٹھویں تاریخ ربیع الثانی و قرآن خوانی کی گئی۔ اسکے بعد عزیزم غلام غوث
 خاں دوسرے تیسرے دن سفر سے آئے اپنے یہاں بھی قرآن خوانی کئے۔

مصنف شیخ العلماء قدوة الفصلاء وحید العہد و فرید العصر حضرت مولانا سید شاہ

غلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۲)

اوپر لکھی گئی ساری باتوں کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱. عارفین سلمہ و شہباز نے حضرت علی کا لقب امام الاولیا چھین کر اپنے دادا کو

دے دیا یہ حضرت علیؑ کی شان میں گستاخی ہے۔

۲. حضرت خواجہ قیام اصدق کی تحریر میں جو بات نہیں ہے وہ بات اپنی تحریر میں داخل

کی یہ حضرت خواجہ قیام اصدق کے تئیں گستاخی ہے۔

۳. وصال نامہ صفہ ۳۶ پر ”راقم الحروف“ ----- شاہ غلام غوث

----- کے درگاہ پر چراغ بتی کرتا ہے۔“ یہ جملہ حضرت سیدنا شاہ شہود الحق نے

پھلواری شریف میں استعمال کیا تھا۔ اس جملہ کا استعمال ایک طرح کا بڑ بولا پن بھی ہے

اور حضرت سرکار بڑے پاپو صاحب کے تئیں گستاخی بھی ہے۔

۴. جس پیر (حضرت شاہ مشہود اصدق) کے مرید ہیں ان کا نام ڈھائی سو صفحوں کی

دو کتابوں (وصال نامہ اور میزان اصدق) میں بحیثیت پیر کہیں نہیں ظاہر کیا گیا یہ اپنے

پیر کے تئیں گستاخی ہے۔

۵. پیر زادے کی عزت کیا کرتے پیر زادے کو بے عزت کرنے کی کوئی کسر نہیں

چھوڑی۔

۶. دھڑلے سے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اپنا نسب تک بدل دیتے ہیں۔

اللہ ایسے مریدوں پیروں اور خانقاہوں سے دور ہی رکھے تو شاید اسی میں تمام

مسلمانوں کی نجات ہے۔

فقط والسلام